مولانا ابوریحان عبدالغفور، بنام ماسٹر محمد امین

گرامی قدر جناب مولانا محمد امین صاحب صفدر۔ وفقکم اللہ وایانا لما یحب ویرضی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میں ماہنامہ "الخیر" کے قارئین میں سے ہوں آپ کے مضامین دلچسپی سے پڑھتا ہوں بلکہ یہ رسالہ میں نے جاری ہی آپ کے قاطع غیر مقلدیت مضامین کی وجہ سے کرایا تھا۔ محرم ۱۴۱۶ھ کے شمارے میں آپ کا مضمون۔۔۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ۔۔۔۔ بھی دلچسپی سے پڑھا لیکن اس کا آخری حصہ آپ کے مقتفانہ مقام و مرتبہ سے بہت فروتر محسوس ہوا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی سیرت میں ان کی شہادت کا ذکر تو آنا ہی تھا وہ آیا لیکن افسوس کہ اسطرح آیا جسطرح امام باڑوں کی مجالس عزا میں آیا کرتا ہے۔ بد قسمتی سے ہمارے سنی بھی ان کی شہادت کا ذکر چونکہ اس طرح کرنے کے عادی ہیں اس لئے میں سمجھا کہ اسی عادت کے مطابق ہی آپ نے بھی چلتی آرہی باتیں آگے چلتی کر دی ہیں۔ لیکن بعد میں آپ کا وہ مضمون نظروں سے گزرا جو آپ نے حضرت مولانا محمد امین صاحب اور کزئی کے جواب میں لکھا تھا۔ اس کے بعد پھر آپ کا وہ مضمون بھی پڑھنے کو ملا جس میں آپ نے مولوی ضیاء الرحمن ہزاروی شریک دورہ حدیث شریف جامعہ خیر المدارس ملتان کے بعض استفسارات کے جوابات دیئے ہیں۔ اور ساتھ ہی مدیر "الخیر" کے قلم سے نکلی ہوئی اس حق بات کا صاف و شفاف نورانی چہرہ بھی اپنی اصلی حالت میں دیکھنے کا موقع ملا جس پر ادارہ "الخیر" نے شاید آپ کے مجبور کرنے یا کسی اور وجہ سے کالک مل دی تھی۔

ان سب چیزوں کے ملاحظہ کے بعد میرے لئے آپ کی وہ باتیں محض معمول کی باتیں نہ رہیں بلکہ ان میں وہی اعتقادی غلو اور مزاجی بے اعتدالی محسوس ہوئی جس کا آپ کو اپنے مخصوص اہداف یعنی غیر مقلدین سے شکوہ رہتا ہے۔ کیونکہ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ یزید کا فاسق و فاجر اور زانی و شرابی وغیرہ وغیرہ ہونا نہ ہونا بھی صحابہؓ و تابعین کے دور سے اسی طرح اختلافی چلا آرہا ہے جس طرح دوسرے فقہی اختلافی مسائل۔ چنانچہ اس سلسلہ میں صحابہؓ کی دو جماعتوں اور ان کے دو مختلف نظریوں کا ذکر تو آپ نے بھی کیا ہے، گو آپ نے خلع بیعت اور خروج سے منع کرنے والی جماعت صحابہؓ کے موقف کی یہ توجیہ کی ہے کہ انہوں نے صرف فتنہ سے بچنے کے لئے منع کیا تھا ورنہ جانتے مانتے وہ بھی یزید کو فاسق و فاجر ہی تھے لیکن یہ تو آپ نے صرف اپنا خیال ظاہر کیا ہے کوئی امر واقعہ تو بیان نہیں کیا اور آپ کا یہ خیال بھی آپ کے اس مفروضہ پر مبنی ہے کہ "یزید کا فاسق و فاجر ہونا صحابہؓ میں اتفاقی تھا" جبکہ ابھی تک خود آپ کا یہ مفروضہ ہی شرمندہ ثبوت نہیں ہوسکا۔ غور کرنا چاہئیے کہ آخر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آج چودہ

کیا ان صحابہ کرامؓ اور اہل بیت نبوۃ عظام نے ایک فاسق و فاجر اور زانی و شرابی کی بیعت کی تھی؟ کیا دوسروں کو بھی انہوں نے ایک فاسق و فاجر اور زانی و شرابی کی ہی بیعت و اطاعت کی تلقین کی تھی؟ حاشا و کلا لہذا ان صحابہؓ کے بارے میں یہ کہنا کہ "انہوں نے محض فتنہ سے بچنے کیلئے حضرت حسینؓ اور اہل مدینہ کو خروج اور خلع بیعت سے منع کیا تھا اور نہ جانتے مانتے وہ بھی یزید کو فاسق و فاجر، زانی و شرابی اور تارک صلوٰۃ و مہا پاپی ہی تھے"، بہت ہی بعید از عقل و قیاس ہے، بلکہ ان کے طرز عمل اور خروج و خلع سے منع کرنے کے لب و لہجہ اور ان کی دینی غیرت و حمیت کے پیش نظر قرین عقل و قیاس یہی ہے کہ انکے نزدیک اسکا فاسق و فاجر اور زانی و شرابی وغیرہ ہونا ہی سرے سے ثابت نہ ہوا تھا۔ لہذا صحابہ کرامؓ کی جن دو جماعتوں کے دو مختلف نظریوں کو آپ نے تسلیم کیا ہے۔ انکو تسلیم کرنے کے بعد اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ یزید کا نفسِ فاسق و فاجر اور شرابی و زانی ہونا ہی صحابہ و تابعین میں مختلف فیہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ محققین و محاطین اکابر اہل السنۃ نے بھی اس مسئلہ کو اختلافی ہی بتایا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو کہ

الف۔ قطب الارشاد حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے اپنے فتاوی میں یزید پر صرف لعنت کے جواز وعدم جواز کو ہی مختلف فیہ نہیں فرمایا بلکہ اسکی وجہ اور بنیاد یعنی اس کے موجب لعن افعال ناشائستہ کے ثبوت وعدم ثبوت کو بھی مختلف فیہ بتایا ہے۔ اور پھر جانبین کو حق بھی فرمایا ہے۔ (تالیفات رشیدیہ ص ۸۴)

برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نے حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی یہ تحقیق، لامع الدراری پر اپنی تعلیقات یوں نقل کی ہے۔

"قال الشیخ القطب الکنکوہی فی فتاواہ الھندیہ: ان مدار ذالک علی الثبوت، فمن ثبت عندہ صدور ھذہ القبائح عن یزید اباح اللعن علیہ ومن لم یثبت عندہ لم یبح وکلاالامرین صحیح موافق للاصول۔" (ص۲۴۶/ج۷ طبع جدید)

ب۔ اور ایک دوسری جگہ حضرت گنگوہی کی یہی تحقیق نقل کر کے اسی کو اپنا مسلک بتایا اور پھر یہ تلقین کرتے ہوئے کہ "اس بے فائدہ بحث میں مشغول نہ ہونا چاہئیے۔" یہ جملہ بھی لکھا ہے کہ:

"دلائل ہر فریق کے پاس نصوص سے بکثرت ہیں۔" (معارف شیخ ص۶۶تا۶۸/ج۱)

حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ کی اس تحقیق سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ یزید پر لعنت کے جواز وعدم جواز کی طرح اس کا موجب لعن افعال ناشائستہ کا مرتکب ہونا نہ ہونا، بالفاظ دیگر اس کا فاسق و فاجر اور زانی و شرابی ہونا نہ ہونا بھی مختلف فیہ ہے۔ اور دوسری یہ کہ یہ دونوں باتیں حق، صحیح اور اصول کے مطابق ہیں۔ اس سے موجب لعن افعال ناشائستہ کے صدور کو ثابت مان کر اس پر لعنت کے جواز کا قائل ہونا بھی اور ایسے افعال کے صدور کو ثابت نہ مان کر اس پر لعنت کے جواز کا قائل نہ ہونا بھی۔ ان میں سے کوئی بات بھی نہ خلاف حق ہے نہ خلاف اصول اور نہ غلط۔ بالفاظ دیگر یوں کہیئے کہ اس کو فاسق و فاجر کہنا ماننا اگر حق اور صحیح ہے تو یہ کچھ اس کو نہ کہنا نہ ماننا بھی حق اور صحیح ہی ہے۔ یہاں یہ بات واضح کرتے جانا بھی ضروری ہے کہ جب حضرت گنگوہی اور حضرت شیخ الحدیث کے فرمان کے مطابق یزید کے فاسق و فاجر وغیرہ وغیرہ ہونے کا قائل ہونا اور قائل نہ ہونا دونوں ہی باتیں

سو سال کے بعد اس گئے گزرے دور میں بھی آپ میں تو اتنی دینی غیرت و حمیت ہو کہ آپ تو یہ تک بھی برداشت نہ کر سکیں کہ کوئی یزید کے معاملہ میں توقف بلکہ اس کو فاسق کہنے میں ذرا سا تامل ہی کرے لیکن ادھر صحابہؓ و اہل بیت نبوۃ میں (العیاذ باللہ) آپ جتنی بھی دینی غیرت و حمیت نہ ہو کہ وہ اسکو (جیسا کہ آپ نے حضرت عبداللہ بن حنظلہ (رضی اللہ عنہما) کے حوالہ سے نقل کیا ہے) امہات الاولاد اور اپنی بیٹیوں، بہنوں تک سے زنا کرنے والا، شرابیں اڑانے والا اور نمازیں برباد کرنے والا فاسق و فاجر جانتے مانتے ہوئے بھی نہ صرف خود اس کی بیعت پر قائم رہیں۔ بلکہ حضرت حسینؓ اور اہل مدینہ کو بھی اس کی دعوت دیں۔(۱) اسکی بیعت نہ صرف یہ کہ خود نہ توڑیں، خود اس کے خلاف خروج(۲) نہ کریں بلکہ ایسا کرنے والوں کو بھی اللہ کا ڈر سنا کر اور اس کا واسطہ دیکر سختی کیساتھ اس سے منع کریں، اس کو "تفرقہ بین جماعت المسلمین" اور اپنے امام کے خلاف خروج کا نام دیں۔(۱) نیز اس کو بلاوجہ و بلاجواز بتائیں(۲) صرف یہی نہیں بلکہ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ وعیدیں سنائیں(۳) اس کی تعریف و تحسین کرنے کی بجائے اس کو غیر محمود گردانیں۔(۴) بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یزید کو حضرت معاویہؓ کے صالح اہل خانہ میں سے بتا کر اس کو اپنی بیعت و اطاعت دیدینے کی ہدایت کریں۔(۵)

(۱) "وکتبت الیہ عمرة بنت عبدالرحمٰن: تعظم علیہ مایریدان یصنع و تامرہ بالطاعتہ و لزوم الجماعتہ" (البدایتہ ص۱۶۳/ج۸)

(۲) "وقدکان عبداللہ بن عمر بن الخطاب و جماعات اہل بیت النبوۃ ممن لم ینقض العہد ولابایع احداً بعد بیعتہ لیزید"۔

- "لم یخرج احد من آل ابی طالب ولا من بنی عبدالمطلب ایام الحرۃ"۔ (ایضاً ۲۳۲،۲۳۳/ج۸) - "لم یخلع یزیداحدمن بنی عبدالمطلب" (ایضاً ص۲۱۸/ج۸)؛

(۱) "اتقیاللہ ولاتفرقا بین جماعتہ المسلمین" (البدایتہ ص۱۴۸/ج۸)- "اتق اللہ فی نفسک ولاتخرج علی امامک" (ایضاً ص۱۶۳/ج۸)

(۲) قال ابوواقداللیثی رضی اللہ عنہ: "بلغنی خروج الحسین بن علی فادرکتہ بہلل فنا شدتہ اللہ ان لایخرج فانہ یخرج فی غیر وجہ خروج۔" (البدایتہ ص۱۶۳/ج۸)

(۳) عن عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) مرفوعاً: "ان الفادر ینصب لہ لواء یوم القیامتہ الخ" (بخاری ص۱۰۵۳/ج۲)- "ومن خلع یدامن طاعتہ لقی اللہ یوم القیامتہ لاحجتہ لہ۔" (مسلم ص۱۲۸/ج۲)

(۴) "اتق اللہ ولاتضرب الناس بعضہم ببعض فواللہ ماحمد تم ماصنعتم۔" (البدایتہ ص۱۶۳/ج۸)

(۵) "وان ابنہ یزیدلمن صالحی اہلہ فالزموامجالسکم واعطوا طاعتکم و بیعتکم" (بحوالہ حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق ص۹۶)

حق، صحیح اور اصول کے موافق ہوئیں تو اس معاملہ میں دیوبندیت صرف اس کو فاسق و فاجر اور پلید وغیرہ ماننے کہنے میں ہی منحصر نہ رہی بلکہ اس کو یہ کچھ نہ ماننا کہنا بھی دیوبندیت ہی ہوئی، اس کو یزیدیت یا خارجیت و ناصبیت جیسے نام دینا بجائے خود اکابر دیوبند کی تغلیط و تکذیب کرنا ہے کہ وہ جس بات کو حق، صحیح، اور اصول کے موافق فرما رہے ہیں ان کے علی الرغم اس کو یزیدیت یا خارجیت و ناصبیت کا درجہ دیا جارہا ہے۔

بنا بریں حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی وغیرہما اکابر دیوبند (رحمہم اللہ) نے اگر یزید کو فاسق یا پلید لکھا ہے تو یہ انہوں نے اس بارے میں ایک حق اور صحیح بات کو اپنایا ہے۔ اگر کوئی ان کا ماننے والا اس کو فاسق و فاجر اور پلید ولید نہ کہے لکھے تو وہ بھی ان اکابر کا پیرو اور دیوبندی مسلک کا متبع ہی ہوگا اس کو اکابر اور مسلک دیوبند کے خلاف ہرگز ہرگز نہ کہا جائیگا کیونکہ اس کو بھی حق، صحیح اور اصول کے موافق ان اکابر دیوبند نے ہی فرمایا ہے۔ بلکہ اس کے حق اور صحیح ہونے کا انکار کرنا۔ اس کو یزیدیت و خارجیت وغیرہ کا نام دینا، یزید کو فاسق و فاجر نہ کہنے لکھنے والے کو (جبکہ اس کے علاوہ کوئی اور وجہ موجود نہ ہو) یزیدی و خارجی وغیرہ کہنا بجائے خود اکابر دیوبند اور مسلک دیوبند سے انحراف ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ یزید کو اگر فاسق و فاجر نہ کہا مانا جائے تو پھر بہت سے اکابر صحابہ، جلیل القدر تابعین اور اہل بیت کو فاسق کہنا لازم آئیگا۔" جیسا کہ آپ نے مولانا محمد امین صاحب کے جواب میں لکھا ہے۔ تو یہ بالکل غلط ہے۔ اس پر گفتگو انشاء اللہ آگے آرہی ہے۔

ج۔ حضرت حکیم الامت تھانوی قدس اللہ سرہ بھی یزید پر لعنت بھیجنے نہ بھیجنے اور ان دونوں کی وجہ کی تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"یزید کے باب میں علماء قدیماً وحدیثاً مختلف رہے ہیں۔ بعض نے تو اس کو مغفور کہا ہے..... اور بعضوں نے اس کو ملعون کہا ہے۔" (امداد الفتاوی ص۴۲۵ ج۵)

پھر ہر ایک موقف کے استدلال پر گفتگو کر کے توسط و اعتدال اس بارے میں تفویض کو قرار دیا ہے۔

یہاں حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے بھی یزید کے صرف ملعون ہونے نہ ہونے کو ہی مختلف فیہ نہیں فرمایا بلکہ اس کے ملعون اور مغفور ہونے کو مختلف فیہ فرمایا ہے۔ اور کسی کے مغفور و ملعون ہونیکا دارومدار چونکہ اس کے نیک و بد ہونے پر ہی ہوا کرتا ہے اس لئے اس سے یزید کے نیک و بد ہونیکا مختلف فیہ ہونا بھی خود بخود ثابت ہوجاتا ہے۔

د۔ دور کیوں جائیے! ماہنامہ "الخیر" کے ہی اسی شمارے میں جس میں آپ کا یہ مضمون شائع ہوا ہے آپ کے مضمون کے اختتام پر بالکل اس سے متصل ہی، کسی اور نے نہیں بلکہ خود الخیر کے اسوقت کے مدیر نے ہی یہ اظہار حق بھی کر دیا تھا کہ

"وامافسقه واللعن عليه فهوامر اختلف فيه۔" (الخير محرم۱۴۱۶ھ ص۲۵)

یہ الگ بات ہے کہ پھر کسی مصلحت کی وجہ سے اس حق کے نورانی چہرے پر سیاہیت کی کالک مل دی گئی یا ملوادی گئی۔

ہ۔ خود جامعہ خیر المدارس کے مفتیان کرام بھی آج سے بہت پہلے یہ فتوے دے چکے ہیں کہ

"یزید کیلئے ظالم، جابر، فاسق، ملعون وغیرہ صفات کا اثبات بھی محل نظر ہے۔ الخ" (خیر الفتاوی ص۴۸۵/ج۱)

"یزید کے بارے میں مختلف باتیں کہی گئی ہیں..... حقیقت حال اللہ کو معلوم ہے، ہم پر لازم ہے کہ محتاط پہلو اختیار کریں۔" (ایضاً ص۴۹۰/ج۱)

اکابر دیوبند کی ان باتوں کی تائید درج ذیل شواہد سے بخوبی ہوتی ہے۔

الف۔ امام ابوالحسن الکیاالہراسی شافعی (م ۵۰۴ھ) نے اگر یزید پر لعنت کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ تو انہی کے ہم سبق امام غزالی شافعی (م ۵۰۵ھ) نے اس وجہ سے کہ ان کے نزدیک اس سے موجب لعن افعال کا صدور ثابت نہ تھا، اس کی تردید کی اور اس کے بالمقابل عدم جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

وقال آخرون لایجوز لعنہ اذلم یثبت عندنا مایقتضیہ وبہ افتی الغزالی۔ (الصواعق المحرقہ ص۲۲۲)

ب۔ شیخ عبدالمغیث حنبلی (م ۵۸۳ھ) نے یزید کے حق میں کتاب لکھی ہے تو ابن الجوزی حنبلی (م ۵۹۷ھ) نے اس کے خلاف لکھی ہے۔

ج۔ علامہ تفتازانی، حنفی یا شافعی علی اختلاف القولین (م ۷۹۲ھ) نے شرح عقائد میں اس پر خوب لے دے کی اور اس کے ایمان تک میں بھی توقف کیا ہے تو حافظ ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) نے شرح فقہ اکبر میں اس پر سخت تنقید کی اور اسکا بھرپور رد کیا ہے۔

د۔ مورخین نے ایک طرف اگر اسکی مذمت میں حدیثیں نقل کی ہیں تو دوسری طرف انہوں نے ہی یہ تصریح بھی کی ہے۔ کہ۔

"وقداورد ابن عساکراحادیث فی ذم یزید بن معاویۃ کلھا موضوعتہ لایصح منھا شئی واجود ماوردما ذکرنا علی ضعف اسانید و انقطاع بعضہ، واللہ اعلم۔" (البدایتہ ص۲۳۱/ ج۸)

تنبیہ:--- یہاں حافظ ابن کثیر نے ذم یزید سے متعلق "لایصح منہا شئی" کا جملہ لکھا ہے۔ اسی طرح کا جملہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت سے متعلق بھی کہا گیا ہے--- لم یصح فی فضائل معاویہ شئی" (فتح الباری ص۱۰۴/ج۷) لیکن ذم یزید والا یہ "لایصح الخ" نہ صرف یہ کہ یاد نہیں رکھا بلکہ اس کو چھپایا بلکہ اس کو یاد رکھنے اور یاد دلانے والے کیلئے یزیدی اور خارجی و ناصبی جیسے فتوے تیار کر کے رکھے۔

ہ۔ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) نے تو کمال ہی کر دیا ہے کہ ایک طرف یزید کو اگر ان بارہ خلفاء اسلام میں شمار کیا ہے جن کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ "ان کے وقت تک اسلامی حکومت اچھی رہیگی"---- "ان کے دور خلافت میں اسلام معزز اور محفوظ رہیگا"۔ "ان کے گزرنے تک دین ہمیشہ قائم رہیگا۔" (سیرۃ النبی ص۳۸۸/ج۳ دار الاشاعت کراچی) تو دوسری طرف اس سے صرف دو ہی ورق بعد اس کی تخت نشینی کو اسلام کے سیاسی، مذہبی، اخلاقی اور روحانی ادبار و نکبت کی اولین شب قرار دیا اور اس کو ان احادیث کا

مصداق ٹھہرایا ہے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۰ھ کے شروع ہونے سے اور لڑکوں کی حکومت سے پناہ مانگنا ارشاد فرمایا ہے۔ (سیرۃ النبی ص ۳۹۲ ج ۳)

ان حقائق و واقعات اور اکابرین دیوبند کی تصریحات سے یہ بات آفتاب نیمروز کی طرح واضح ہو گئی کہ یزید کے فسق و فجور سے متعلق شروع سے ہی مختلف و متضاد باتیں کہی جاتی اور اکابر اہل السنۃ کی اس سلسلے میں ہمیشہ سے ہی موافق و مخالف دونوں ہی قسم کی آراء چلی آتی ہیں۔ اور اکابر اہل السنۃ کے مابین یہ اختلاف اس وقت تک معتبر نہیں ہو سکتا جب تک کہ خود صحابہؓ و تابعین میں ہی یہ اختلاف نہ رہا ہو کیونکہ اگر صحابہ و تابعین کا یزید کے فسق و فجور پر اتفاق و اجماع مان لیا جائے (جیسا کہ آپ نے باور کرانے کی کوشش کی ہے) تو پھر بعد والوں کو تو اس میں اختلاف کرنے کا کوئی حق ہی نہیں رہیگا۔ بلکہ ایسی صورت میں تو خود ان کا اختلاف کرنا ہی، اجماع صحابہؓ کے خلاف ہونے کی وجہ سے غلط ٹھہرے گا حالانکہ علماء اہل السنۃ میں سے کسی نے بھی اسکو غلط نہیں ٹھہرایا۔ اس لئے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یزید کے فاسق و فاجر اور زانی و شرابی ہونے کا مسئلہ صحابہؓ و تابعین میں بھی اختلافی ہی تھا اتفاقی و اجماعی ہرگز نہ تھا۔ جس نے اتفاق کا دعویٰ کیا ہے محض بلا تحقیق اور بلا دلیل ہے۔

اور ایسے اختلافی مسائل کا حکم آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں کہ ان میں اختیار تو انسان جس جانب کو چاہے کر سکتا ہے لیکن اسکی تائید و ترجیح میں ایسا طریقہ اختیار نہیں کر سکتا جس سے دوسری جانب کی بالکلیہ ایسی تردید و تغلیط ہو جاتی ہو کہ اس میں سرے سے جواز کی بھی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔ کیونکہ اختلافی مسائل میں خصوصاً جن میں صحابہ و تابعین سے اختلاف چلا آرہا ہو کسی بھی جانب کی نہ قطعی تصحیح کی جا سکتی ہے۔ نہ قطعی تغلیط۔ اس لئے کسی جانب کی تائید و ترجیح میں کوئی خواہ کتنی ہی دادِ تحقیق کیوں نہ دے ڈالے، قیل و قال اور ایرادو اعتراض سے وہ خالی نہیں ہو سکتی۔

جب یہ معاملہ بھی اختلافی ہوا تو آپ بھی اگر اس میں یہی طریقہ تحقیق اختیار کرتے تو یزید کو فاسق و فاجر اور زانی و شرابی وغیرہ وغیرہ کہنے کے باوجود بھی شاید کسی سنی عالم کو آپ سے اختلاف نہ ہوتا۔ آپ کے نزدیک واقعہ کربلا وغیرہ کا حل اگر یزید کو فاسق و فاجر اور زانی و شرابی وغیرہ بنانے ہی میں تھا تو جہاں اوروں نے اس کو یہ کچھ کہا ہے آپ بھی ضرور کہہ لیتے لیکن اس میں اتنا غلو کرنا آپ کی شان کے لائق نہ تھا جس سے دوسری جانب کے صحابہؓ و تابعین کی عزت و حرمت مجروح ہوئے بغیر نہیں رہی۔

آپ نے یزید کو فاسق و فاجر اور زانی و شرابی وغیرہ ثابت کرنے میں کتنا زور مارا ہے لیکن آپ کی کوئی ایک دلیل اور کوئی ایک بات بھی ردو کد اور جرح و قدح سے خالی نہیں۔ مثلاً دیکھئے۔

۱- آپ نے یزید کے فسوق و فجور گنواتے ہوئے لکھا ہے کہ جب وہ

"بادشاہ بنا تو اس نے سب سے پہلا اعلان یہ کیا کہ حضرت معاویہ مسلمانوں کو بحری جہاد پر بھیجتے تھے میں کسی مسلمان کو بحری جہاد پر نہ بھیجونگا اور حضرت معاویہؓ تمہیں روم کے (کافروں) کے ساتھ جہاد کیلئے بھیجتے تھے میں تمہیں بالکل نہیں بھیجوں گا الخ۔" (الخیر محرم ۱۴۱۶ھ ص ۲۳) اور پھر اس سے نتیجہ آپ نے یہ نکالا ہے کہ

"یعنی اب کافروں سے جہاد بند کر دیا گیا۔" (ایضاً)

باقی آئندہ